سودا نہ لرز اپنے تو اعمال سے جون بید
جس روز تمازت پہ قیامت کا ہو خورشید
اس مرثیہ کے کہنے سے رکھو ہین یہ امید
سایہ ہو ترے سر پہ شہیدونکے چمن کا

مرثیہ

احوال روزگار مورخ لکھا کیا
تحریر جب سے واقعۂ کربلا کیا
کوئی پڑھا کیا اُسے کوئی سُنا کیا
ملحد کہیں مین پڑھکے ملاعین نے کیا کیا

راوی کہے ہے جنگ نے پایا جب انصرام
کاٹا تھا چڑھکے چھاتی پہ جن نے سر امام
آل نبی کے خون سے دھوکے اہل شام
پیچھے کھڑے ہوا سکے دوگانا ادا کیا

پڑھکر نماز جمعہ کی اور خطبۂ یزید
لوٹا سب اسطرح سے کہ نے دید نے شنید
غارت کیو اسطے دھسے خیمے مین وہ پلید
گھر سیل نے بھی یون نہ کسی کا صفا کیا

یہ دخل کیا بچا ہو کسی پاس تار نہ زر
باہر کیا نکال کے سب کو برہنہ سر
چادر رہی حرم مین کسو کے نہ سر اوپر
جتنے تھے اہل بیت انھین بے ردا کیا

پہلے یہ چاہتے تھے لعینان کربلا
بولا انھونمین ایک نہین کام یہ بھلا
خیمہ سمیت اہل حرم دیجیے جلا
شاید کہے یزید مری بے رضا کیا

آپس مین پھر یہ بولے کہ مت لوٹ پر مرو
نیزون پہ اپنے انھین جلد تم دھرو
لوتھون سے بوترابیون کے سر جدا کرو
مال و منال تھا جو کچھ ہم ایک جا کیا

القصہ پہلے کاٹ کے سر انکے وہ لعین
پھر کاٹ سر انھونکے جو تھے اور مومنین
اُن لوتھونمین جو تھے کوئی ذی رحم شاہ دین
نیزونپہ لینے رکھکے انھین برملا کیا

بیسر بن جو لوتھین دیا خاک و خون مین ڈال
پہونچا جو ایک شیر تو ڈر اُن سے وہ شغال
چاہا کہ انکو گھوڑونسے کروادین پائمال
لینے خیال خام کو دل سے جدا کیا

پھر ابن سعد پاس وہ آئے سیاہ رو
نیزونپہ سر کیے ہین یہ ہم اُنکو دیکھ لو
بولے کہ کیجیے وہ بھی جو کچھ اور کام ہو
کچھ دو ہمین کہ کام یہ ہم نے بڑا کیا

سنکر یہ اوس لعین نے دیا اُنکو یہ جواب
اب گھیر لاؤ جاکے اسیرون کو تم شتاب
جا شام مین یزید سے تم ہوگے فیضیاب
مین قصد اس مکان سے اب کوچ کا کیا

لائینکو جب حرم کے گئے سب وہ نابکار
اونٹونپہ مار مار کے کرنے لگے سوار

بولے حرم کہ مارے تم اپنے گناہگار
ہم سے نہیں تمہارا گناہ وخطا کیا
کاٹے ہمارے وارثون کے تمنے اب گلے
لوٹے لٹائے راکھ پہ بیٹھے ہین گھر جلے
اب یاں سے تم بتاؤ کدھر ہمکو لے چلے
چھوڑے ہین کہ اپنا تم اب مدعا کیا

گذرے ہین وارثون کے تو آج تین دن
آنسو نہیں ہمارے انھنے اہین ایک چھن
کانٹے ہماری حلق مین پڑ گئے ہین بیرن
جنگل کا جارپایہ بھی پانی پیا کیا

پانی سے بھی نہ تمنے کیا آجتک سلوک
قطرہ تمہارے ہاتھ کا ہی ہمکو جون خوک
آتی ہے منہ پہ بولنے مین لوہو کی ہلوک
اس غم مین بسکہ سینہ ہمارا کٹا کیا

سمجھو جو یہ گناہ کہ جتنے ہین آج تک
جگ مین کوئی موا نہیں بن آب اتبلک
مرنیکو تو مرینگے کبھو اسمین کیا ہے شک
مرتو نہ گئے پر آب کو ہم ادھ موا کیا

لوٹھین ہم ابھی گاڑلین فرصت تم اتنی دو
جیدھر کو جاہو پھر ہمین اودھر کو لے چلو
آل نبی پہ اتنی تو اب مہر تم کرو
جو کچھ کہ کر چلے ہو سو تم نے بھلا کیا

اس سے زیادہ ہمکو تم اب زار مت کرو
چڑھوا کے اشترون پہ نمودار مت کرو
رسوائے شہر و کوچہ و بازار مت کرو
کم ہے یہ جور تم نے جو ہم پر روا کیا

بہتر ہے گر کرو ہمین رخصت مدینے کو
دل سے بھلاؤ آل محمد کے کینے کو
ٹھنڈا کرو ٹک ایک تو زہرا کے سینے کو
مدت ہوئی کہ ہاتھ تمہارے جلا کیا

کہتا تھا عابدین یہی با منت تمام
رخصت انھون کو تم کرو لیجاؤ مجکو شام
مانین تھے یہ سخن کوئی وہ زادہ حرام
اپنا ہی ان لعینون نے آخر کہا کیا

القصہ بختیون پہ وہ عارت کو کرکے بار
اہل حرم کو جبر سے اونٹون پہ کر سوار
نقارے سے روان ہوئے کربل سے نابکار
چالیس دن مین آپ کو وان پہونچا کیا

لکھتا ہے آگے ناقل جانسوز یہ سخن
پہونچے حرم جو شام مین بازیچ دیا محن
بولا یہ سن یزید وہ ملعون سگ دہن
اس دغدغے سے فوج نے مجکو رہا کیا

ایسا انھون نے دلکو مرے شاد کر دیا
اس خرمی کو میرے سراپا مین بھر دیا
لا کر مجھے حسین سے غاصب کا سر دیا
جو کچھ کہ کردن اب لئے کہین سب بجا کیا

جسدم سنا یزید سے شقیون نے یہ بیان
رکھ طشت زر کے بیچ سر شاہ دو جہان
اسکے حضور لے گئے بس ہوکے شادمان
اس سر کو دیکھ دیر تلک وہ ہنسا کیا

تن بعد انبساط کے کہنے لگا وہ یون
بیعت مری قبول کرین جون یہ چاہین تون

مین چاہتا نہ تھا یہ قتیل اس جفا سے ہون
پر اپنے جہل سے نہ مرا مدعا کیا

پھر بعد اسکے اہل حرم وان کیے طلب
عابد انھو نمین ضعف کے مارے تھا جان لب

آئے حضور با غل و زنجیر سب کے سب
آگے سب اُن اسیرون کے اسکو کھڑا کیا

پوچھا یہ اُس لعین نے ان سب کے پیشوا
بولے وہ عابدین ہی بیٹا حسین کا

یہ کون ہے بتاؤ تم اسکا ہے نام کیا
ان سب نے اسلیے ہم اسے پیشوا کیا

سن اسکو عابدین سے ہنسکر کیا خطاب
اکبر لڑا یو نہین ہوا ہے وہ فتحیاب

دادا ترا کہ کہتے ہین سب جسکو بوتراب
تیرا پدر بھی تا دم آخر لڑا کیا

بھائی ترے بھی آنکے میدان مین لڑے
مرنیکو یکدگر کے نہ دیکھا کیے کھڑے

ہو کر رفیق باپ کے سب ٹکڑے ہو پڑے
تو نے تردد آکے لڑائی مین کیا کیا

عابد نے یون جواب دیا سنکے وہ کلام
مرنی بغیر حق کے نہو ہم سے اور کام

مین بھی امام اور مرا باپ بھی امام
جو کچھ کیا ہے ہمنے سو حق کے رضا کیا

دنیا مین تم ہین کے طمع کی دلق کو
معلوم روز حشر یہ ہو ویگا خلق کو

کاٹا ہے تو کہ باپ ہمارے کی حلق کو
کن نے عمل بھلا کیا کن نے برا کیا

سنکر لعین بکنے لگا ہوکے زہر خند
تدبیر سے ہوئے ہین سدا ہم تو بہرہ مند

تقدیر اور رضا کے نہایت ہوا ہے بند
جس سے تمھارے باپ کے سر کو جدا کیا

عابد یہ سنکے بولے کہ جھے ہو جسکو سود
یان جس طرح سے چاہیے کر لیجیے نمود

آتی ہے اُس سے نار جہنم کی بوئے دود
نقصان ہے وہ جن نے تمھین فائدا کیا

اتنا ہی اس کلام کے لکھتے ہین راویان
تو بھی تو اسکا پوتا ہے آخر لے نوجوان

بولا یزید تھا ترا دادا بھی پہلوان
کشتی سے تو بھی آپکو کچھ آشنا کیا

میرا بھی ایک بیٹا ہے تیرے ہی سن و سال
دونو ہین دیکھین کسکو ہے اس فن کا اب کمال

تجھسے وہ کشتی لڑنیکا رکھتا ہے اب خیال
تم مین سے کس نے کشتی کا فن خوب سا کیا

سجاد نے غضب سے کہا ہوکے چشم تر
کشتی ہے کام اُنکا جو تیرا سا ہو پسر

کشتی کا لڑنا کار ارا ذل سے ہے بخبر
یہ کام کس امام نے کہہ تو بھلا کیا

یہ بات مین کہی ہے مجھکو سب مجھے خفیف

نزدیک حق قوی ہی تو سمجھے ہے جسے ضعیف

بیٹا جو تو کرے کشتی مین مجکو کرے خفیف
اس امر مین سو لب مین یہ تیرا کہا کیا

مردی جو آزمائے تو یہ مان میری بات
آپس مین ہم لڑین کرین نظارہ کائنات
اک تیغ اپنے بیٹے کو اک تیغ میرے ہات
دیکھین کہ کس کی تیغ نے کسکو دوتا کیا

کشتی لڑون مین اس سے جو سمجھا ہو امید
قاتل ہو اسکے باپ کا بھی سمجھا اک یزید
باپ اسکا میرے باپ کے مانند ہو شہید
تب کشتی لڑکے سمجھون کہ مین نے بجا کیا

نانا بھی اسکے باپ کا ہو ختم مرسلین
زہرا سی اسکی دادی ہو مسجود اہل دین
دادا علی سا اسکا ہو سالار مومنین
جسکو خدا نے حامی روز جزا کیا

اور باپ کے الم مین گرفتار سمجھا ہو
بیدست و پائی اپنی سے ناچار سمجھا ہو
غربت مین بے برادر و بے یار سمجھا ہو
اتنا سو کس کو دہر نے بے اقربا کیا

طے بیڑیون مین کس نے کی چالیس دن کی راہ
نیزے پہ سر کو باپ کے کرتا ہوا نگاہ
کھینچی مہار اونٹونکی تا شام از بنگاہ
یون کن نے تجھ تلک لے تئین ہونچا کیا

ایسا حضور تیرے جو کوئی ہو مجھ سوا
بیٹے سے تیرے کشتی کی نسبت مجھے سو کیا
تب کشتی اسکے ساتھ تو میرے تئین لڑا
کیجے وہ کام تا کہے کوئی بھلا کیا

خاموش ہو رہا یہ سخن کہہ کے عابدین
دیوان سے اٹھا وہ لعین ہو کے شرمگین
تاثیر حرف اسکے سے روتے تھے حاضرین
عابد کے حق مین پھر نہین معلوم کیا کیا

سودا خموش ہو کہ یہی نظم دل فگار
محشر مین اسکی دیوے جزا تجکو کردگار
روئے بہت سا عاقل و مجذوب ہوشیار
حق مرثیہ کے کہنے کا تو نے ادا کیا

مرثیہ حضرت امام حسینؑ

فلک نے کربلا مین ابر جسدن ظلم کا چھایا
سوا پیکان کے اک قطرہ نہ اس ظالم نے برسایا
کمان جور کو قوس قزح کی طرح چڑھوایا
کہون کیا تیر باران سے نبی کے گھر کو ڈبوایا

صدائے العطش فریاد سے مورونکی تھی کیا کم
گیا تھا لے پہ پے جلنے نے وان تیرونکی عالم
زمین پر عنکبوت سرخ خونکی بوند تھی ہر دم
گھٹا مین وار کر پلکون کی یہ گیری کو دکھلایا

نظر کر کو کلا کو کے تھی اوس ساون کی اندھیاری
وفور آب پر اتنی فلک ایسی جفا کاری
بھرے مین جل تھل اور پانی جہان دیکھو وہان جاری
جگر گوشے کو پیغمبر کے پیاسا ذبح کروایا